یاایھاالذین آمنوااتقوااللہ وکونوامع الصادقین٭

یاایھاالذین آمنوااذکرواللہ ذکرا کثیرا٭

اللہ اللہ اللہ

بیعت کی ضرورت،فوائد
اور
معمولات

مفتی محمد انعام الحق نقشبندی

خادم الحدیث والافتاء

دارالعلوم ہدایت الاسلام، عالی پور،نوساری، گجرات

اللہ اللہ اللہ

تفصیلات

نام کتابچہ : بیعت کی ضرورت،فوائداورمعمولات

ترتیب : مفتی محمد انعام الحق نقشبندی

(استاذالحدیث والفقہ دارالعلوم ہدایت الاسلام عالی پور)

متوطن: حسن پور برہروا، باج پٹی، سیتامڑھی، بہار

صفحات : ٢٤

سن اشاعت : ١٤٣٤ھ

کمپوزنگ : محمد شعیب بھڑکودروی

ناشر، ملنے کا پتہ: ادارہ فیضان الٰہی، عالی پور،نوساری، گجرات

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

مرشد اور شیخ کی ضرورت

ایک ہے ہمارے جسم کا ظاہر، اور ایک ہے باطن، باطن کو روح اور قلب کہتے ہیں، جس طرح ہمارے جسم کو غذا کی ضرورت ہے اسی طرح ہمارے باطن کو بھی غذا کی ضرورت ہے، جس طرح عمدہ اور مناسب غذا ملنے سے جسم صحت مند اور قوی ہوتا ہے اسی طرح روحانی غذا ملنے سے باطن میں روحانی طاقت اور نورانی قوت پیدا ہوتی ہے۔۔۔اور جس طرح مناسب غذا یا مناسب فضا کے نہ ملنے سے جسم بیمار پڑتا ہے، جسم طرح طرح کے مہلک امراض میں مبتلا ہوتا ہے تو کوئی بھی شخص دواؤں کی کتاب دیکھ کر اپنا علاج خود نہیں کرتا، بلکہ ڈاکٹر سے علاج کراتا ہے، اسی کے مشورے پر اور ہدایت پر چلتا ہے، جو دوا وہ طے کرتا ہے اسے ہی کھاتا ہے اور اسی مقدار میں لیتا ہے جو وہ بتلاتا ہے، نیز ان تمام چیزوں سے بچتا ہے جن سے بچنے کی وہ تاکید کرتا ہے، تو تجربہ ہے کہ مشیت باری سے مریض شفا پاتا ہے۔

اسی طرح ہر وہ انسان جو عالم ہو یا غیر عالم، امام ہو یا عام انسان، اس کے باطن کو اگر صحیح غذا اور روحانی ماحول نہ ملے تو اس کا باطن بھی بیمار ہو جاتا ہے، اور قلب و روح میں ایسی ایسی باطنی بیماری پیدا ہوتی ہے کہ حدیث پاک کے مطابق پہاڑ جیسے اعمال بھی ان امراض کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ تو باطن کے ان امراض کے علاج کے لئے بھی کسی نہ کسی روحانی طبیب اور حکیم کی

ضرورت ہے، کیونکہ جب جسم کا علاج از خود نہیں ہوسکتا تو باطنی بیماری کا علاج از خود کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔؟ باطنی امراض سے نجات کے لئے باطن کو گندے اخلاق سے پاک وصاف کرنے کے لئے، اور دل کو اخلاقِ حمیدہ اور اچھے صفات سے منور کرنے کے لئے کسی ایسے ولیٔ کامل کو انسان اپنا طبیب بناتا ہے جس نے مدتوں کسی نہ کسی اللہ والے کے پاس وقت گذارا ہو، اور مدتوں محنت ومجاہدہ کر کے ذکر واذکار، مراقبہ ومعمولات سے اپنے باطن کو منور کر لیا ہو۔

صحبت کا فائدہ

جب انسان کسی ڈاکٹر سے علاج شروع کراتا ہے تو بعض ایسے امراض بھی سامنے آتے ہیں جو پہلے سے معلوم نہیں تھے، اسی طرح روحانی علاج کے لئے جب انسان کسی شیخ کامل، اللہ والے کے پاس جاتا ہے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کرتا ہے اور ان کی صحبت میں طلب اور شوق سے بیٹھتا ہے تو ان کی برکت سے اپنے اندر کا عیب از خود کھلنے لگتا ہے، اپنے عیوب پر ندامت ہوتی ہے، اس کو دور کرنے کا خیال اور آئندہ اس سے بچنے کی فکر ہوتی ہے، لیکن جو حضرات کسی کو اپنا مربی اور مرشد نہیں بناتے، چاہے وہ نیک عمل زیادہ سے زیادہ کرتے ہوں مگر تجربہ ہے کہ ان میں اکثر عجب سے، خود پسندی سے، اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے، تکبر سے، حقارت سے، اور بہت سے سنگین گناہوں سے نہیں بچ پاتے۔ اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا، اس کے برخلاف جب انسان کسی کو اپنا مرشد، اپنا مربی اور شیخ بناتا ہے، ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے اور ان کے ساتھ توبہ کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ انشاء اللہ جہاں تک ہو سکے گا ظاہری

گناہوں سے بھی بچیں گے، باطنی بیماریوں سے بھی دل کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے، اور معمولات وغیرہ بھی پابندی سے کریں گے تو اس بیعت کی برکت سے انسان اُن بیماریوں سے رفتہ رفتہ نجات پالیتا ہے، ظاہری گناہوں سے بھی بچنے لگتا ہے، اور اگر گناہ ہو بھی جائے تو اس کا دل اس کو ملامت کرتا ہے، اس کے دل میں ندامت ہوتی ہے اور ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کی توفیق ملتی ہے۔

بیعت کی ضرورت

قرآن وحدیث میں جو احکام ہیں وہ دوطرح کے ہیں

ایک تو وہ ہیں جن کا تعلق ہمارے ظاہر جسم سے ہے، مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ، تلاوت، ذکر، دعوت وتبلیغ، خدمت خلق، صلہ رحمی، حسن سلوک، وغیرہ یہ وہ احکام ہیں جو کرنے کے ہیں۔ اور ظاہرِ جسم سے متعلق بعض وہ احکام ہیں جو نہ کرنے کے ہیں، یعنی جن سے بچنا فرض ہے، ان کا کرنا گناہ کبیرہ ہے، مثلاً غیبت، چغل خوری، تہمت، بدنظری، ظلم، چوری، غصب، شراب نوشی، حرام خوری، دل آزاری، زنا، استہزاء، توہین، قطع رحمی، بدسلوکی، بے حرمتی، وغیرہ۔ ان سے بچنا بھی فرض اور ضروری ہے۔

دوسرے وہ احکام ہیں جن کا تعلق بندوں کے باطن سے ہے، باطنی احکام واعمال بھی دوطرح کے ہیں

ایک تو وہ ہیں جو دل میں حاصل کرنے کے ہیں، مثلاً توحید، محبت الٰہی، محبت رسول ﷺ، انابت الی اللہ، معیتِ الٰہی، خوف وخشیت، صبر وشکر، زہد وقناعت، توکل، اخلاص وللّٰہیت، رضا بالقضاء، فکر موت، صداقت، اور فنائیت،

ندامت وتوبہ وغیرہ۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا دل میں حاصل کرنا ضروری ہے۔

دوسرے وہ دل کی بیماریاں ہیں جن سے دلوں کو پاک وصاف کرنا ضروری ہے، وہ یہ ہیں: حسد، کینہ، عجب، کبر، ریا، سمعہ، طمع، طول امل، حب جاہ، حب دنیا، حب مال، بخل، بے جا غصہ، شہوت پرستی، وغیرہ۔ یہ وہ باطنی بیماریاں ہیں جن میں سے ہر ایک انسان کو ہلاکت وتباہی کی طرف لے جاتا ہے، ظاہری گناہوں کے مقابلہ میں یہ زیادہ خطرناک ہیں، کیونکہ ان میں بعض وہ گناہ ہیں جو انسان کے بڑے بڑے اعمال کو جلا کر رکھ دیتے ہیں، انسان سمجھتا ہے کہ میں ہر طرح کی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر رہا ہوں حالانکہ دل کی ان بیماریوں کی وجہ سے اس کے اعمال ختم ہوجاتے ہیں، دل بے نور ہوجاتا ہے، نماز کی حضوری تک نصیب نہیں ہوتی، اس لحاظ سے یہ بیماری زیادہ سنگین ہے۔

بیعت ہونے کا مقصد یہی ہے کہ انسان ان مہلک باطنی بیماریوں اور مذکورہ گندے اخلاق سے اپنے دل کو پاک وصاف کرے، اور اخلاق حمیدہ سے اپنے دل کو منور کرے، اس کی زندگی شریعت کے تابع بن جائے اور سنت نبوی کی پابند رہے، جب بیعت کا یہ فائدہ اور مقصد ہے تو اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ گناہوں سے بھری اس دنیا میں ہمارے لئے بیعت کس قدر اہم اور ضروری ہے، ہم ذرا اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور عمر کا جتنا حصہ گذر گیا اس کو سامنے رکھ کر ذرا دل کو جھانکیں کہ کیا اب تک ہم ظاہری گناہوں سے پورے طور پر بچ سکے؟ اور کیا ہمارے دلوں میں باطن کے مذکورہ کئی گناہ موجود نہیں ہیں؟ کیا ہم دعوی کر سکتے

ہیں کہ حسد سے، کینہ سے، عجب سے، کبر سے، تحقیر سے، حب جاہ سے اور حب دنیا سے ہم پاک ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم دل سے پوچھیں تو دل کی شہادت یہی ہوگی کہ نماز پڑھتے پڑھتے مدت گذر گئی، ذکر وتلاوت، حج وعمرہ بھی کر چکے، مگر دل ان پوشیدہ، باریک بیماریوں سے اب تک پاک نہ ہوسکا، اور گناہوں کا چسکا ابھی تک ختم نہ ہوسکا۔۔۔۔تو آخر کوئی تو راستہ ہوگا جو ہمیں ان بیماریوں سے نجات دلائے اور اچھے صفات حاصل کراسکے۔ وہ راستہ یہی بیعت کا راستہ ہے۔

بیعت کس کو کہتے ہیں؟

کسی بزرگ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ظاہری اور باطنی تمام گناہوں سے توبہ کرنے ،اور ان سے بچنے نیز شریعت کی پابندی کرنے کے معاہدہ کا نام ہے۔۔۔۔گویا جب کوئی شخص کسی شیخ کامل اور اللہ والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر توبہ کے کلمات پڑھتا ہے تو وہ معاہدہ کرتا ہے کہ انشاء اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کی ہدایت اور رہنمائی کے مطابق ہم اپنے ظاہر کے ساتھ اپنے باطن کو بھی مزین کریں گے اور اس کے لئے محنت ومجاہدہ ،معمولات ومراقبہ کی پابندی کریں گے، تاکہ اللہ راضی ہوجائے اور ہم ظاہری اور باطنی بیماریوں سے محفوظ ہوجائیں۔۔۔۔

کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟

احادیث میں بیعت کی کئی قسمیں مذکور ہیں، مثلاً بیعت اسلام، بیعت ہجرت، بیعت جہاد، بیعت خلافت، اور بیعت توبہ۔ امام نسائیؒ نے نسائی شریف

میں کتاب البیعۃ کا عنوان قائم کر کے ۳۹/ابواب کے تحت ہر قسم کی حدیثیں نقل کی ہیں، جن میں بیعت توبہ والی حدیث بھی ہے۔ احادیث کو سامنے رکھ کر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تصوف پر مشتمل کتاب ''القول الجمیل'' میں بیعت کے سنت ہونے پر عنوان قائم کیا ہے، اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ بیعتِ توبہ سنت ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بیعت ہوگا تو اس کو بیعت کے فائدے حاصل ہوں گے، تاہم اصلاح باطن فرض ہے، اگر بالفرض کسی کو بیعت ہوئے بغیر اصلاح باطن حاصل ہوجائے تو بہت بہتر۔ مگر یہ شاذ ونادر ہے۔ اس لئے بیعت ہونے والا عامل بالسنۃ کہلائے گا۔ اور نہ ہونے والے کو گنہ گار بھی نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی قابلِ ملامت۔

بیعت کے فائدے

جب انسان بیعت ہوتا ہے تو اس سنت کی برکت سے تجربہ ہے کہ:

- بیعت ہونے والے میں شوق عمل بڑھتا ہے۔
- گناہوں سے بچنے کی فکر ہوتی ہے، پچھلی زندگی پر ندامت ہونے لگتی ہے۔
- عبادات اور معمولات میں استقامت اور مداومت پیدا ہوتی ہے۔
- عمل میں برکت ہوتی ہے اور اخلاص نصیب ہوتا ہے۔
- معمولات اور شیخ کی صحبت سے محبت الٰہی بڑھنے لگتی ہے۔
- انابت الی اللہ یعنی اللہ کی طرف دھیان اکثر وبیشتر ہونے لگتا ہے۔
- اپنے عیوب کھلنے لگتے ہیں اور اپنی پستی نظر آنے لگتی ہے۔

۞ شیخ کے اخلاق وعادات مرید میں سرایت کرتی ہیں۔

۞ ان کی صحبت سے دل روشن ہوتا ہے۔اور دل کی کیفیت بدلتی ہے۔

۞ نماز کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

۞ ذکر وتلاوت میں دلجمعی ہوتی ہے۔

۞ مرشد کی دعائیں ہمیشہ حاصل ہوتی ہیں۔

۞ اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ صفت احسانی حاصل ہوتی ہے۔

بیعت کا سلسلہ کب سے؟

ہمارا دین کامل ومکمل ہے، اسلئے انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح کا طریقہ ہونا ضروری تھا، اللہ رب العزۃ نے دونوں کی اصلاح کے لئے انتظام فرمایا، بیعت ہونے سے اکثر وبیشتر باطنی اصلاح ہوجاتی ہے۔ بیعت کا سلسلہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث (نمبر:۳۸۹۲/اور: ۶۸۷۳) ذکر کی ہے، امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے، نیز امام ابوداؤدؒ نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کی روایت ذکر کی ہے، جس میں ہے کہ ہم آٹھ ،نو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’الا تبایعونی‘‘ کیا تم لوگ بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا کس بات پر بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، پانچوں نماز کی پابندی کریں گے، احکام سنیں

گے اور مانیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بیعت حضرات صحابہؓ سے تھی۔ جو پہلے سے مؤمن تھے، صحابی تھے، صحبت نبوی ﷺ سے فیض یافتہ تھے، پھر بھی بیعت ہوئے۔

بیعت کا تذکرہ تو قرآن کریم میں بھی ہے۔قرآن کریم کی سورۂ ممتحنہ پ:۲۸ آیت نمبر:۱۲ پر ہے: ’’اے نبی! جب آپ کے پاس مؤمنہ عورتیں بیعت ہونے کے لئے آئیں اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ ہی اپنی طرف سے کسی پر بہتان باندھیں گی، اور نہ ہی معروف یعنی حکم خدا میں آپ کی نافرمانی کریں گی، آپ ان کو ان باتوں پر بیعت کرلیں، اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کریں‘‘ اس آیت سے واضح ہے کہ آنے والی عورتیں مؤمنہ ہیں، ان کو بیعت کرنے کا حکم ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بیعت اعمال پر مداومت، گناہوں سے بچنے پر ہے، اسی کا نام بیعتِ توبہ، بیعتِ اصلاح ہے، جو مشائخ کے یہاں رائج ہے، جس کا سلسلہ دورِ نبوت سے چلا۔

محدثین اور مشائخ بھی بیعت ہوئے!

ہر دور میں بیعت کی سنت پر عمل رہا، اولیاء اور مشائخ نے اصلاح باطن، تزکیۂ نفس اور صفتِ احسان کے حصول کے لئے خود بھی محنت کی اور سالکین سے بھی کرائی، جس کی تفصیل اس مختصر سے رسالہ میں ذکر نہیں کی جاسکتی، تاہم مختصراً عرض ہے۔

☆ہندوستان کے سب سے پہلے محدث جنہوں نے علم حدیث پر ۱۸ جلدوں میں کنزالعمال نام کی حدیث کی کتاب لکھی جن کا نام علی متقی برہان پوری ہے، اتنے بڑے محدث ہونے کے باوجود بھی انہوں نے بیعت کی ضرورت محسوس کی اور اسی علاقہ کے ایک غیر معروف صاحب نسبت بزرگ شیخ عبدالحکیم سے بیعت ہوئے۔ (اخبارالاخیار: ص: ۳۴۳)

☆اسی طرح دوسرے محدث محمد بن طاہر پٹنیؒ ہیں جنہوں نے شرح احادیث پر ایک اہم کتاب ''مجمع البحار الانوار'' ۵ جلدوں میں لکھی، ہندوستان کے نامی گرامی محدث ہونے کے باوجود بیعت کی ضرورت محسوس کی اور محدث علی متقیؒ سے بیعت ہوئے۔

☆اسی طرح بخارا سے ہندوستان (دہلی میں) حدیث کی خدمت انجام دینے کی غرض سے ہجرت کرکے آنے والے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہیں جنہوں نے درس حدیث بھی دیا اور حدیث کی شرح بھی لکھی، انہوں نے بھی بیعت کی ضرورت محسوس کی اور خواجہ باقی باللہؒ سے بیعت ہوئے۔

☆اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جن کے خاندان سے باضابطہ فارسی اور اردو میں قرآن کریم کا پہلی مرتبہ ترجمہ ہوا تھا، غیر منقسم ہندوستان کے تمام اہل علم کی علم حدیث میں سند ان کی طرف ہی پہنچتی ہے، یہ اتنی بڑی علمی شرافت ہے جو کسی کو حاصل نہیں، مگر اس کے باوجود اس خاندان کے سبھی محدث نے بیعت کی ضرورت محسوس کی اور بیعت ہوئے بھی، اور ایک دوسرے کو بیعت

کرتے بھی تھے، اسی خاندان سے تعلق رکھنے والے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ سے اصلاح کی خاطر سنت سمجھتے ہوئے بیعت ہوئے۔

☆اسی طرح اسی دور میں سید نذیر میاںؒ جو بڑے درجہ کے متبحر عالم تھے جن کا لقب ''شیخ الکل فی الکل'' ہے، ان کی سوانح حیات ''الحیات بعد الممات'' کے صفحہ ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ آپ بیعت بھی تھے اور مریدین کو حسب حال بیعت فرماتے بھی تھے، ایک جگہ لکھا ہے کہ سفر بنگال کے دوران آپ کی خدمت میں بے شمار لوگ آئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔

☆اسی طرح نواب قطب الدین بھوپالیؒ ایک بہت بڑے جید عالم گذرے ہیں، حدیث پر گہری نظر تھی، عربی زبان میں ان کی کتاب ''التاج المکلل'' ہے اس کے صفحہ ۲۹۸ پر لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب عارف باللہ سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے، نیز خود ان کے ہاتھ پر تقریباً دس ہزار لوگ بیعت ہوئے، اور آپ کی دعوت سے راہ یاب ہوئے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

☆اسی طرح ہمارے علماء دیوبند میں جتنے بھی اکابر، مشائخ، محدثین، مفتیان کرام ہیں جو علم وفضل کے پہاڑ تھے پھر بھی انہوں نے بیعت کی ضرورت محسوس کی اور بیعت ہوئے بھی، اور جن کو خلافت ملی انہوں نے دوسروں کو بیعت کیا بھی۔ مثلاً دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ ہوں یا مظاہر علوم سہارنپور کے بانی حضرت مولانا سعادت علی صاحبؒ ہوں، یا ندوۃ

العلماء،لکھنؤ کے بانی حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ہوں یا دعوت وتبلیغ کے بانی داعئ کبیر حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ہوں۔اسی طرح موجودہ دور کے جو بھی صاحب علم وفضل ہیں تقوی اور ورع والے ہیں ان سبھی حضرات نے بیعت کی ضرورت محسوس کی اور کسی نہ کسی صاحب نسبت سے بیعت ہوئے،غرض یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو دور نبوت سے چلا ہے اور چل رہا ہے،جس کی افادیت کا انکار ایک بہت بڑی سچائی کا انکار ہے۔

بیعت کے بعد کیا کریں؟

بیعت کوئی رسمی چیز نہیں کہ بطور رسم ہوگئے،کسی سلسلہ میں داخل ہوگئے،اور کچھ کرنا نہیں۔۔۔۔۔۔ بلکہ بیعت کے فائدے اسی وقت حاصل ہوں گے جبکہ اہل اللہ کے بتلائے ہوئے معمولات پابندی سے کئے جائیں۔اگر پابندی نہیں تو فائدے بھی حاصل نہیں ہوسکتے۔

ہر سلسلہ میں معمولات کا مقصود تو ایک ہی ہے،یعنی رضاء الٰہی اور اللہ کی محبت ہے،معصیت سے چھٹکارا ہے،البتہ ہر سلسلہ کے معمولات اور اس کا طریقہ قدرے مختلف ہے۔تاہم خیال رہے کہ ذکر واذکار مقصود ہیں، اس کا خاص طریقہ نہ مقصود ہے نہ مطلوب، نہ مسنون ہے نہ مستحب،البتہ مقصود اور مطلوب تک جلد پہنچنے کا کامیاب ذریعہ اور راستہ ہے۔جس طرح مدارس میں تدریس کا انداز اور حفظ کرنے کا مخصوص انداز حصول علم اور حفظ قرآن کے لئے مجرب اور کامیاب ذریعہ ہے،اسی طرح ذکر کا مخصوص طریقہ ایک ذریعہ ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ کے معمولات اس رسالہ کے اخیر میں ملاحظہ فرمائیں، البتہ اس کی کچھ تفصیل یہاں ذکر کی جاتی ہے۔

مراقبہ کی اہمیت

سلسلۂ نقشبندیہ میں مراقبہ نہایت ہی اہم ذکر ہے،ستون کی طرح ہے،اس کے بغیر اس راہ میں آگے نہیں بڑھ سکتے،روحانی ترقی اور قلب سے گندے امراض کو دور کرنے کا نہایت ہی آسان ذریعہ ہے،مراقبہ سے ہی سالک کے دل میں فیض،نور الٰہی اور تجلی اترتی ہے،دل کی روشنی،دل کی صفائی اسی پر موقوف ہے۔اس کے بغیر دل جاری ہونا مشکل ہے۔بغیر مراقبہ دل محبت الٰہی سے بھر بھی نہیں سکتا، اسی سے فکر آخرت اور شوق عمل بڑھتا ہے،اور گناہوں سے نفرت ہوتی ہے۔ غرض اس سلسلہ میں جس کو ملا اسی سے ملا،جس نے پایا اسی سے پایا،اس لئے اس کو ہرگز نہ چھوڑیں،ورنہ اس کا ناغہ قلب کا فاقہ ہے۔

مراقبہ کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ باوضو ہوں،قبلہ رو بیٹھ جائیں،آنکھوں کو بند کرلیں، بائیں طرف سر کو تھوڑا جھکائیں،اور یہ نیت کریں:

’’اللہ کی رحمت آرہی ہے،میرے دل میں سمارہی ہے،میرے دل سے گناہوں کی سیاہی دور ہورہی ہے،میرا دل کہہ رہا ہے:اللہ اللہ اللہ۔‘‘

یہ نیت کرنے کے بعد اپنی توجہ، اپنا دھیان وخیال دل کی طرف جمائیں کہ دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے،اسی خیال میں ڈوبنا اور یہی دھیان جمائے رکھنا

کہ دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے مراقبہ کہلاتا ہے۔ مراقبہ میں سانس یا زبان سے نہیں پڑھنا ہے، سر یا کندھے کو حرکت بھی نہیں دینا ہے، بلکہ صرف یہ سوچنا اور خیال جمانا ہے کہ دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور رحمت الٰہی دل پر موسلا دھار بارش کی طرح آرہی ہے۔

مراقبہ کب کریں؟

مراقبہ میں یکسوئی اور دل جمعی بہت ہی مفید ہے، لہذا ایسے وقت میں کریں جبکہ ذہنی الجھن، ذہنی انتشار نہ ہو، طبیعت بہت بوجھل نہ ہو، پیٹ بھرا ہوا نہ ہو، کیونکہ اس سے دل نہیں لگتا۔ اس لئے سب سے زیادہ مناسب وقت فجر سے پہلے یا فجر کے بعد ہے، اسی طرح مغرب یا عشاء کے بعد مراقبہ کریں، یا پھر آپ اپنی مشغولیت کو سامنے رکھ کر جو مناسب وقت لگے اس میں مراقبہ کریں، مگر ضرور کریں۔

مراقبہ کتنی دیر!

جس قدر زیادہ سے زیادہ مراقبہ کریں کم ہے، ہمارے سلسلہ کا یہ پہلا سبق ہے، اس سے دل روشن ہوتا ہے، گناہوں سے نفرت ہوتی ہے، اللہ کی بے پناہ محبت آتی ہے، آنکھوں سے محبت کے یا ندامت کے آنسو نکلتے ہیں، راتوں کو خود بخود تہجد کے لئے آنکھ کھل جاتی ہے، ہر عمل میں ایک سرور وشوق نصیب ہوتا ہے اور فکر کی گندگی سے نجات ملتی ہے۔

مراقبہ میں وساوس کا علاج

مراقبہ کرتے ہوئے بہت سے احباب کو ادھر ادھر کے خیالات اور وسوسے بلکہ کبھی گندے وساوس بھی آتے ہیں، دلجمعی نہیں ہوتی، تو اس سے بچنے

کے چند طریقے ہیں:

(۱) جب وساوس اور گندے خیالات کا ہجوم ہو تو چند دفعہ "**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**" پڑھیں اور بائیں طرف دھتکار دیں۔

(۲) زبان کے کنارہ کو اوپر تالو میں لگا دیں، اس سے وسوسے کم ہوتے ہیں یا ختم ہوجاتے ہیں۔

(۳) اگر پریشانی نہ ہو تو سر پر رومال ڈال دیں اور آنکھ بند کرلیں، اس سے بھی وساوس کم ہوتے ہیں۔

(۴) زیادہ سے زیادہ مراقبہ کرنا وسوسے کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) وسوسہ ختم ہونے کے لئے دعاؤں کا اہتمام، مثلاً اکثر وبیشتر یہ دعا کرتے رہنا "**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَذِکْرَکَ وَاجْعَلْ ھِمَّتِیْ وَھَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی**" (اے اللہ! میرے دل میں آنے والے خیالات کو اپنی خشیت اور اپنے ذکر میں تبدیل فرما دیجئے، اور اے اللہ! میرے دل کے خیالات اور خواہشات کا رخ موڑ کر ان چیزوں کی طرف کر دیجئے جو آپ کو پسند ہوں۔ اور دل اس چیز کی طرف مائل ہو جو آپ کو محبوب ہو)

وساوس سے پریشان نہ ہوں

جو وساوس وخیالات از خود آتے ہیں وہ اعمال وذکر اور مراقبہ کی قبولیت میں رکاوٹ نہیں، درجات کی ترقی میں مانع نہیں، البتہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس سے بے رخ ہوں، اس کی طرف توجہ نہ دیں، سوچیں ہی نہیں کہ وہ

کیوں آتے ہیں، بلکہ اس کی طرف سے توجہ ہٹادیں، مراقبہ میں لگے رہیں، دوسرا کام یہ کریں کہ اس وسوسہ کو خود سے سوچ سوچ کر آگے نہ بڑھائیں، جو وسوسہ ازخود آیا اس کے آگے دوسری بات کو نہ لائیں، یہ اسی وقت ہوگا جب ہم وسوسہ پر دھیان ہی نہ دیں، پھر بھی اگر وسوسہ آئے تو پریشان نہ ہوں کیونکہ جو بھی اس راہ میں آگے بڑھا ہے وہ ابتداء میں وسوسہ سے پریشان ہوا ہی ہے، مگر وہی وسوسے والے لمبے مراقبے ذریعہ بن گئے وسوسوں کے ختم ہونے کا۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ''ذکر بالوسوسہ ہی ذریعہ ہے ذکر بلا وسوسہ کا۔''

مراقبہ میں ہی پریشانی کیوں؟

گندے خیالات اور وساوس سے پریشان نہ ہوں، غور کریں کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے کس قدر تیاری کرتے ہیں، ہمارے کام کی ترتیب بدل جاتی ہے، غسل کرتے ہیں، کپڑے بدلتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، مسجد جلد جاتے ہیں، پورے اہتمام سے سنت پڑھتے ہیں، دو اذان بھی ہوتی ہیں، پھر خطبہ سنایا جاتا ہے، اس کے باوجود ہماری دو رکعت فرض بغیر وسوسہ کے نہیں ہو پاتی۔ مگر ہم پھر بھی پریشان نہیں ہوتے اس کے برخلاف اگر تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور وسوسے آئے تو پریشان ہوجاتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ شیطان ہمیں مایوس کرکے مراقبہ چھڑانا چاہتا ہے، کیونکہ مراقبہ سے براہِ راست دل کی دنیا بنتی ہے، اور ہر عمل میں روح پیدا ہوتی ہے، مراقبہ شیطان کے لئے کوڑے کے مانند ہے، شیطان کی قوت اور زور ختم ہوتا ہے، اس لئے وسوسے خواہ کتنے بھی آئیں اس سے نہ مایوس

ہوں نہ پریشان! بلکہ اور زیادہ کریں، اور اپنے آپ سے کہیں کہ ہزار وسوسے کیوں نہ آئیں وسوسہ والا ذکر ہی میرے حق میں مفید ہے۔

مراقبہ میں کیفیت نہیں بنتی؟

اصل مقصود ذکر الٰہی ہے، ذکر و مراقبہ ''اینٹی بایوٹک'' کی طرح ہے، ہمیں اس کی مٹھاس محسوس ہو یا نہ ہو، فائدہ لازمی ہے، مرض جڑ سے نکل جاتا ہے، اسی طرح ذکر و مراقبہ کا فائدہ یقینی ہے، کوئی بھی ذکر و مراقبہ فائدہ سے خالی نہیں۔ ہاں! کیفیت محسوس ہو تو یہ بھی پسندیدہ اور محمود ہے، مطلوب نہیں، البتہ کیفیت محسوس نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کسی گناہ کی وجہ سے دل پر تالا لگا ہو، اس کی وجہ سے دل کے دروازے بند ہوں، یا حرام لقمے کی وجہ سے کچھ محسوس نہ ہوتا ہو، تو پھر توبہ تائب ہوں، آہ وزاری سے استغفار کریں، اپنی زندگی میں گناہ تلاش کریں اور اس سے بچنے کی فکر کریں، انشاء اللہ دوران مراقبہ انشراح، نشاط اور نورانیت محسوس ہوگی۔

فکر کی گندگی کیسے دور ہو؟

بسا اوقات انسان نفسانی، شیطانی اور شہوانی خیالات سے پریشان رہتا ہے، جب دیکھو ذہن پر گندے خیالات، گندی فکر ہے، تو اس کا واحد، زود اثر علاج کثرتِ ذکر و مراقبہ ہے۔

عورتیں ذکر کب کریں؟

جن عورتوں میں شوق ہے، دل کے سکون پانے کا اور محبت الٰہی کے

حاصل ہونے کا جذبہ ہے، وہ ہمت کر کے گھریلو کام کرتے ہوئے بھی وقت نکال لیتی ہیں، اور جم کر خوب مراقبہ کرتی ہیں، تاہم جن کو زیادہ وقت نہ ملے ان کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ گھریلو کام کرتے ہوئے استغفار، درود پاک پڑھتی رہیں، اسی طرح کھانا پکانے اور گھریلو کام کے درمیان وقوف قلبی کی مشق کریں، تو اس سے وقوف قلبی کے فوائد بھی حاصل ہوں گے، گھر میں نورانیت بھی آئے گی اور برکت بھی۔ اے کاش! خواتین اس بہترین موقع سے فائدہ اٹھائیں! اسی طرح خواتین کام کرتے ہوئے جو بھی ذکر مناسب لگے، کام کے درمیان وہ ذکر کر سکتی ہیں، قرآن کریم کی سورتیں بھی پڑھ سکتی ہیں۔

وقوف قلبی

وقوف قلبی کا مطلب دھیان اللہ کی طرف لگائے رکھنا، یعنی اپنا خیال اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھنا وقوف قلبی کہلاتا ہے، یہ اصلاح باطن کے لئے کریم کی طرح ہے، جس طرح کریم میں طاقت وقوت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح وقوف قلبی سے بھی روحانی طاقت زیادہ ہوتی ہے، اللہ تک پہنچنے کا یہ بہت ہی عجیب، پوشیدہ اور خاموش راستہ ہے، وقوف قلبی کی مثال ایسی ہے جیسے آپ کی کوئی قیمتی چیز کہیں چھوٹ گئی ہو اور آپ کہیں اور ہوں، کسی اور کام میں مشغول ہوں مگر ہر دم آپ کا دھیان اسی قیمتی چیز کی طرف لگا رہتا ہے، وہ کام اس دھیان میں رکاوٹ نہیں بنتا ، اسی طرح وقوف قلبی میں انسان دنیوی کاموں میں مصروف رہتا ہے لیکن اس کا دھیان اللہ کی طرف لگا رہتا ہے، یا جس طرح بچہ بیمار ہو اور ہسپتال میں ہو، آپ کہیں اور ہوں، اور کسی کام میں مشغول ہوں، لیکن پھر بھی آپ کا دھیان بچہ کی

طرف لگا رہتا ہے، اسی طرح وقوف قلبی میں انسان اگرچہ دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے، لیکن دھیان اللہ کی طرف رہتا ہے، اور یہ دھیان اس کے کام میں نقصان نہیں پہنچاتا۔

غرض جس طرح کریم میں طاقت وقوت اور وٹامنس زیادہ ہوتی ہے، اسی طرح وقوف قلبی میں روحانی، قلبی قوت زیادہ ہوتی ہے اس سے انسان میں انابت، رجوع الی اللہ کی کیفیت اور صفتِ احسانی اور حضوری کی کیفیت بہت جلد پیدا ہوتی ہے، اسی وجہ سے ہمارے سلسلہ کے مشائخ اس پر بہت زور دیتے ہیں کہ اللہ کے دھیان میں زیادہ تر وقت گذرے، تاکہ مذکورہ چیزوں کے ساتھ محبوب اللہ کے پاس جانے کا شوق بھی موت کے وقت نصیب ہو۔

دست بکار دل بیار

انسان کا دماغ کچھ نہ کچھ ہر دم ضرور سوچتا رہتا ہے، کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ دماغ میں کوئی خیال نہ گذر رہا ہو، ادھر ادھر کی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا رہتا ہے۔ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ مرید جو ہو تو دنیا کے کام میں، کھانے پینے، خریداری وغیرہ میں لگا ہوا ہو لیکن اپنی سوچ میں، اپنے خیال میں، اپنے تخیل میں اللہ اللہ سوچتا رہے۔ اور ترقی کرتا جائے، اس کو مشائخ نے فرمایا کہ ہاتھ کام میں رہے اور دل یار (اللہ) کے ساتھ اٹکا رہے۔

وقوف قلبی میں دوام کس طرح؟

یہ عظیم دولت دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے:

(۱) خود کی محنت ومجاہدہ اور کوشش وفکر سے، اس بات کی فکر ہر دم رہے کہ میرا خیال، دھیان ادھر دھر کے بجائے خدا کی طرف لگا رہے، اس کے لئے ہر چند گھنٹے مثلا ہر تین گھنٹے کے بعد اپنا جائزہ لیں کہ اس تین گھنٹے میں میرا دھیان کتنی دیر خدا کی طرف رہا اور کتنی دیر ادھر ادھر کے اوٹ پٹانگ اور بلا فائدے کے خیالات میں گم رہا، پھر عزم کریں کہ اچھا اب آنے والے تین گھنٹے میں اللہ کی طرف دھیان لگائے رکھوں گا اس طرح کرتے رہنے سے یہ دولت انشاء اللہ جلد نصیب ہوگی۔

(۲) شیخ کی توجہ سے بھی یہ کیفیت جلد حاصل ہوتی ہے۔

(۳) وقوف قلبی کے حاصل ہونے کے لئے خوب تمنا بنا کر اور سب سے بڑی ضرورت سمجھ کر دعا کرتے رہنا بھی مفید ہے، پتہ نہیں کب قبول ہوجائے، اور یہ دولت مل جائے۔

توبہ واستغفار

بیعت ہونے کا ایک اہم مقصد گناہوں سے چھٹکارا بھی ہے، اور جو گناہ ہوچکے اس سے توبہ واستغفار کرنا بھی ہے، اور کبھی ہوجائے تو جلد سے جلد معافی تلافی کرنی ہے، توبہ واستغفار نام ہے گناہ ونافرمانی سے معافی چاہنے کا، مگر یہ معافی اس وقت ملتی ہے جبکہ دل میں ندامت وشرمندگی ہو، جس طرح ایک اقراری مجرم جج کے سامنے سر جھکا کر ندامت وشرمندگی سے جرم کا اقرار کرتا ہے اور اپنا انداز مجرمانہ، عاجزانہ بناتا ہے تاکہ میری اس حالت کو دیکھ کر رحم آجائے، اسی طرح ہمیں چاہئے کہ مجرمانہ، عاجزانہ انداز میں ندامت کے ساتھ توبہ

واستغفار کریں، اس کے لئے پہلے اپنے گناہوں کو سوچیں، اور پورے استحضار (دھیان) کے ساتھ استغفار پڑھیں، بے توجہی اور بے خیالی کے ساتھ ہرگز نہ پڑھیں، اس کیفیت کو حاصل کرنے کے لئے مناسب ہے کہ یکسو ہوکر نظر جھکا کر بیٹھیں، ایسا ہرگز نہ ہو کہ ہاتھ میں تسبیح ہو، زبان پر استغفار ہو، دل کہیں اور ہو، اس طرح پڑھنے سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔

درود پاک

درود پاک کی جس قدر فضیلت بیان کی جائے کم ہے، جس قدر ہم پڑھیں خوش نصیبی، سعادت مندی، اور خوش بختی ہے، خدائے پاک کی رحمت، نظر کرم، برکت رزق، برکت عمل کے ساتھ شفاعت نبوی ﷺ کا ذریعہ بھی ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی زبان درود پاک سے تروتازہ رہے۔

یکسوئی اور دلجمعی حاصل کرنے کے لئے پڑھنے سے پہلے آنکھوں کو بند کرلیں، عقیدت ومحبت سے درود شریف پڑھنا شروع کریں، اور خیال کریں کہ میں درود پاک پڑھ رہا ہوں اور میرے سینہ میں نور آرہا ہے، اس تصور سے پڑھنے میں فائدے زیادہ ہیں۔

تلاوت قرآن کریم

تلاوت قرآن، محبت الٰہی، قرب ربانی، رحمت خداوندی اور نجات آخرت کا ذریعہ ہے، لہذا عظمت کے ساتھ قرآن کریم ہاتھ میں لیں، محبت کی آنکھوں سے دیکھیں، اور تلاوت سے پہلے خیال کریں کہ میرا محبوب اللہ مجھ سے قرآن کریم سننا چاہتا ہے، اپنے اللہ کو قرآن سنا رہا ہوں، اور ہر ہر حرف پر عرش

سے نور میرے قلب میں آرہا ہے، اس خیال کے بعد پورے دھیان کے ساتھ تلاوت شروع کریں، کم از کم ایک پارہ یومیہ، نہ ہو سکے تو نصف یا چند رکوع ہی سہی، ناغہ ہرگز نہ کریں۔

سالک کو کس طرح رہنا چاہیے؟

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دل محبت الٰہی سے لبالب ہو جائے، عشق الٰہی حاصل ہو جائے، ہر عمل میں حضوری کی کیفیت میسر ہو تو اس کے لئے محنت و کوشش کرنی ہوگی، محبت الٰہی کے لئے کثرت ذکر، دوام ذکر اور صحبت شیخ بہت زیادہ مؤثر ہے۔ سالک کو ان باتوں کا بطور خاص خیال کرنا چاہئے:

☆ باوضو رہنے کی پوری کوشش کریں۔ مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔

☆ ہر حال میں وقوف قلبی رکھنے کی کوشش کریں، اگر اللہ کو بار بار بھول جائیں، اس سے غافل ہو جائیں تو پھر بار بار اس کو یاد کریں۔

☆ دوام ذکر کے لئے آنکھ کی پاکیزگی نہایت ضروری ہے بعض اوقات کئی گھنٹوں کے مراقبہ کو ایک بدنظری تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

☆ لایعنی اور بے فائدہ باتوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

☆ گناہ کی جگہ جانے سے بچیں، اور ہر ہر سنت کا اہتمام کریں۔

☆ دوام ذکر کے لئے آہ و زاری کے ساتھ خدا سے دعا کرتے رہیں۔

جب تک گناہ کا چسکا نہ چھوٹے

بیعت کا مقصد گناہوں کے چھوڑنے کا عزم کرنا ہے، اور کسی ولی کے ہاتھ پر عہد کرنا ہے کہ جہاں تک ہو سکے گا اپنے ارادہ سے گناہ نہیں کریں گے، لہذا باطنی گناہوں کے ساتھ ظاہری گناہ مثلا بدنگاہی، غیبت، جھوٹ، چغلی، تحقیر سے بچنا بھی ضروری ہے، اسی طرح لین دین، کاروبار، اور تجارت میں خیانت، غبن، دھوکہ دہی، حرام آمدنی، کذب بیانی وغیرہ سے بچنا بھی بہت ضروری ہے، غرض سو فیصد بچنے کی فکر اور مشق کرنی ہے، ورنہ ایک طرف تو ذکر و مراقبہ بھی، تلاوت و معمول کی پابندی بھی ہو، دوسری طرف گناہ بھی نہ چھوٹے تو پھر دل میں فیض، نور اور تجلی کیسے آئے گی؟ اور اس کی برکتیں کیسے ظاہر ہوں گی؟ زندگی میں تبدیلی کس طرح پیدا ہوگی؟ اس لئے بیعت ہونے کے بعد سالک کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی زندگی سنت کا نمونہ ہو، گناہوں سے محفوظ ہو، اور غیر مناسب حرکتوں سے احتیاط ہو۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اللہ اللہ اللہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے وظائف

☆ **استغفار:** صبح وشام ۱۰۰/۱۰۰ مرتبہ:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

☆ **درود شریف:** صبح وشام ۱۰۰/۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

☆ **تلاوت قرآن مجید:** روزانہ ایک پارہ نہ ہوسکے تو چند رکوع ہی سہی۔

☆ **مراقبہ:** تھوڑی دیر کے لئے سب کاموں سے ہٹ کر اللہ کی یاد میں گردن جھکا کر بیٹھنا، یہ نیت کرنا کہ اللہ کی رحمت آ رہی ہے، میرے دل میں سما رہی ہے، میرے دل سے گناہوں کی ظلمت وسیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل شکر یہ کے طور پر کہہ رہا ہے

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

☆ **وقوف قلبی:** چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر دم توجہ اللہ کی طرف لگائے رکھنا۔

☆ **رابطۂ شیخ:** اپنے دینی احوال شیخ کو بتلا کر مشورہ لینا اور اس پر پابندی سے عمل کرنا۔

☆ **نوٹ:** رضائے الٰہی، محبتِ الٰہی اور اصلاحِ باطن کی نیت سے مذکورہ معمولات کی پابندی کریں۔ نماز کی پابندی، سنتوں پر عمل اور گناہوں سے بچنے کی فکر کریں۔